١٥٨٨٩
25 JAN 2021
دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب مفتی صاحب جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گورنمنٹ سکولوں میں اساتذہ کلاس ٹائم ٹیبل سے لیتے ہیں۔ اساتذہ سکول میں ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات دو تین جماعتیں بھی ہوتی ہیں۔ پر کبھی کبھار یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ کسی استاد کے آخری دو تین کلاسس مسلسل لگتی ہیں جسکی وجہ سے اسکو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔

تو کیا اس استاد کے لئے کلاس چھوڑ کر باجماعت فرض نماز پڑھنے کی شرعاً اجازت ہے کہ نہیں؟ اور کیا فرائض کے ساتھ ساتھ سنن مؤکدہ بھی پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ یا وہ کلاسس لے کر پھر انفرادا نماز پڑھے؟

2۔ سکول میں اگر کسی وجہ سے ریسس / بریک نہ ہوتا ہو اور اساتذہ نے اپنے لئے چائے پینے کیلئے ایک مقررہ وقت مقرر کیا ہو اور بعض اساتذہ کو کلاسس کی وجہ سے چائے پینے کا موقعہ نہ ملتا ہو تو کیا وہ اساتذہ چائے پینے کیلئے کلاسس چھوڑ کر آ سکتے ہیں؟

3۔ اسی طرح اساتذہ کیلئے پانی پینے اور طبعی ضرورت (استنجا وغیرہ) کیلئے کلاسس کو درمیان میں چھوڑ کر جانے کی اجازت ہے؟

حسین شاہد

فتوی نمبر:15889

الجواب حامداو مصلیاً

۱۔صورت مسؤلہ میں مذکورہ استاد کے لیے کلاس چھوڑ کر باجماعت فرض نماز پڑھنا شرعاً ضروری ہے،فرائض کے ساتھ واجبات اور سنن موکدہ بھی ادا کر سکتا ہے البتہ نوافل نہیں ادا کر سکتا۔

مذکورہ استاد اگر جماعت چھوڑ کر کلاس لیتا ہے اور پھر آخر میں انفرادی نماز پڑھتا ہے اس طرح کرنے سے جماعت کے ثواب سے بھی محروم رہے گا اور جماعت کے ترک کا گناہ بھی عائد ہوگا۔

۲۔اگر اساتذہ نے پرنسپل کی اجازت سے اپنے لیے چائے پینے کے لیے کوئی وقت مقرر کیا ہے پھر تو بعض اساتذہ چائے پینے کے لیے کلاس چھوڑ کر آسکتے ہیں لیکن اگر اساتذہ نے پرنسپل کی اجازت کے بغیر اپنے لیے چائے کا کوئی وقت مقرر کیا ہے تو پھر اساتذہ کا کلاس چھوڑ کر چائے کے لیے شریک ہونا شرعاً ناجائز ہے اس لیے کہ اسکول کے اساتذہ اجیر خاص ہیں اور اجیر خاص اپنے تعلیمی اوقات میں سوائے ضرورۃ شرعیہ (نماز) اور ضرورۃ طبعیہ (پیشاب وغیرہ کے لیے جانا) کے کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔

۳۔اساتذہ کے لیے طبعی ضرورت (استنجاء وغیرہ) کے لیے کلاس کو درمیان میں چھوڑ کر جانے کی اجازت ہے۔

ردالمحتار علی الدر المختار میں ہے:

. قال في التتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة ولا يشتغل بشيء آخر سوى المكتوبة وفي فتاوى سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا له أن يؤدي السنة أيضا. واتفقوا أنه لا يؤدي نفلا وعليه الفتوى

(فتاوی شامی،ج:٦،ص:٧٠،کتاب الاجارۃ،مطلب لیس للأجیر الخاص ان یصلی النافلۃ،ط:سعید)

وفیہ ایضا:

إمام يترك الإمامة لزيارة أقربائه في الرساتيق أسبوعا أو نحوه أو لمصيبة أو لاستراحة لا بأس به ومثله عفو في العادة والشرع

(ج:۴،ص:۴۱۹،کتاب الوقف،ط:سعید)

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراتشی
پاکستان

احسن الفتاویٰ میں ہے:

الجواب باسم ملہم الصواب

افسر کے کہنے سے جماعت چھوڑنا جائز نہیں،ایسا افسر سخت گناہ گار ہے،جہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت نہ ہو اس ملازمت کو چھوڑنا واجب ہے۔

(ج:۳،ص:۲۸۲،باب الامامۃ والجماعۃ،ط:سعید)

فتاوی محمودیہ میں ہے:

،،جب مدرس کے لیے اوقات مقرر کردیے گئے توان اوقات میں وہ اجیر خاص ہے،ان اوقات میں اس کو دوسرا کام اجارہ پر کرنا جائز نہیں،بغیر اجارہ کے معمولی مختصر سا کام جس پر عرفاً چشم پوشی کی جا سکتی ہے کہ اس سے مدرسہ کے کام میں کوئی معتد بہ حرج نہ ہو یا دہ ضروریات میں سے ہو اس کی اجازت ہے،جیسے مثلاً:کوئی معمولی خط لکھ دیا،یا پیشاب پاخانہ کی ضرورت پیش آگئی۔،،

(ج:۱۶،ص۵۷۳،باب الإجارۃ الصحیحۃ)

کتبہ
حسین شاہد
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراتشی
افروری۲۰۲۱،۱۸جمادی الاُخریٰ۱۴۴۲

الجواب صحیح
محمد انعام الحق

الجواب صحیح
سعید احمد

الجواب صحیح
محمد شفیق عارف
۱۹/۶/۱۴۴۲ھ